السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مستحب ومباح سمجھتے ہوئے ہفتہ میں کسی بھی ایک دن مثلاً بدھ کو خاص کر کے نماز عشاء کے بعد دوام سے (یعنی ہمیشہ ہر بدھ کو نماز عشا کے بعد) 12 رکعتیں نوافل کا اہتمام کرنا کیا یہ بدعت میں شمار ہوگا۔ ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اسی کا نام تو بدعت ہے کہ انسان کسی غیر ثابت شدہ امر پر پابندی کرنا شروع کردے اور اسے ضروری خیال کرنا شروع کردے۔ عبادات میں اصل حرمت ہے، الا یہ کہ کسی عبادت کی دلیل مل جائے۔ عبادت صرف وہی مقبول اور صحیح ہوگی جس کی تفصیلات شریعت میں موجود ہوں گی۔ آپ کا بیان کردہ طریقہ کسی شرعی نص سے ثابت نہیں ہے، لہذا اس پر عمل کرنا بدعت ہے۔ اور بدعت کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہر نیا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے"

اسے نسائی نے باب کیف الخطبۃ صلاۃ العیدین میں روایت کیا ہے، اور مسند احمد میں جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے اور ابوداود میں عرباض بن ساریہ اور ابن ماجہ میں ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہم سے مروی ہے

اس حدیث میں شاہد "ہر گمراہی آگ میں" ہے

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ یہ کہتے:

"اما بعد: یقیناسب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب اللہ ہے، اور سب سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، اور سب سے برے امور نئے ایجاد کردہ ہیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے" (صحیح مسلم حدیث نمبر: 867)

توجب ہر بدعت گمراہی ہے تو اس کے بعد یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اسلام میں کوئی بدعت حسنہ بھی ہے، اللہ کی قسم یہ تو صریحاً اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان وفیصلہ کے مخالف ہے

2-اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ بتایا ہے کہ جس نے بھی دین میں کوئی نیا کام اور بدعت ایجاد کی تو اس کا عمل تباہ اور مردود ہے، اسے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا، جیسا کہ درج ذیل حدیث میں وارد ہے:

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس کسی نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے" (صحیح بخاری بمع فتح الباری حدیث نمبر: 2697)

تو پھر اس کے بعد کسی شخص کے لیے بدعت کو جائز کہنا اور اس پر عمل کرنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے

3-بدعتی شخص جو دین میں کوئی ایسا کام اضافہ کرتا ہے جو دین میں نہ تھا اس کے اس فعل سے کئی ایک برائیاں لازم آتی ہیں جو ایک سے ایک بڑھ کر ہیں مثلاً:

دین کے ناقص ہونے کا الزام، اور یہ کہ اللہ نے اس کی تکمیل نہیں کی، اور اس میں زیادتی کی مجال ہے حالانکہ یہ درج ذیل فرمان باری تعالیٰ کے متصادم ہے:

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا ہے، اور تم پر اپنی نعمت بھرپور کردی ہے، اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوگیا ہوں''

یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے ہی دین ناقص تھا حتی کہ یہ بدعتی شخص آیا اور اس نے آکر تکمیل کی

اس بدعت کے اقرار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دو قسم کے امور کی تہمت لازم آتی ہیں:

یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بدعت حسنہ سے لاعلم تھے (نعوذ باللہ باللہ من ذلک)

یا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے چھپائی اور اس کی تبلیغ نہ کی (نعوذ باللہ باللہ من ذلک)

اس بدعت کا اجر نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاسکے اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حتی کہ یہ بدعتی تخص آیا تا کہ اس اجر کو حاصل کر سکے، حالانکہ اسے تو یہ کہنا چاہیے تھا کہ : اگر یہ بھلائی اور خیر کا کام ہوتا تو وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کی طرف سبقت لے جاتے

بدعت حسنہ کا دروازہ کھولنے سے دین میں تغیر و تبدل اور خواہشات و رائی کا دروازہ کھولنے کا باعث بنے گا، کیونکہ ہر بدعتی شخص یہ کہے گا میں نے جو کام کیا ہے وہ اچھا اور حسن ہے، تو ہم کسی رائے کو اپنائیں اور کس کے پیچھے چلیں ؟

بدعات پر عمل کرنے سے کئی سنتوں کو ترک کرنے کا باعث ٹھرے گا، اور یہ حقیقت ہے واقعات اس کے شاہد ہیں : جب بھی کوئی بدعت ایجاد ہوتی ہے تو اس کے مقابلہ میں ایک سنت مٹ جاتی ہے، لیکن اس کے برعکس صحیح ہے

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر قسم کی ظاہر اور باطنی گمراہی اور فتنوں سے محفوظ رکھے

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 3 کتاب الصلوۃ